© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

گذشتہ ماہ کی ۲۵ کو علی گڈھ مسلم یونیورسٹی میں سخت بدنظمی اور فساد کا جو واقعہ ہوا ہے وہ حد درجہ شرمناک اور لائقِ مذمت ہے، آج کل طلباء میں ڈسپلن اور نظم و ضبط کا جو نقدان ہے، اور جس کے مظاہرے آئے دن اِدھر اور اُدھر ہوتے رہتے ہیں، علی گڈھ کے واقعہ کو بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی سمجھنا چاہیئے، لیکن جہاں تک علی گڈھ کا تعلق ہے اوّل تو اس یونیورسٹی کے طلباء اب تک ڈسپلن کے لئے بڑے نیک نام تھے، اس واقعہ نے اس نیک نامی کو بری طرح داغدار اور مجروح کر دیا ہے۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یونیورسٹی مثل ایک خاندان یا گھرانہ کے ہوتی ہے، جس میں طلباء اور طالبات کی حیثیت اولاد کی۔ اساتذہ کی چچا اور تایاؤں کی ہوتی ہے اور وائس چانسلر اس خاندان کا سربراہ ہوتا اور طلباء کے لئے باپ کی حیثیت رکھتا ہے، اولاد باپ سے کیسی ہی ناراض اور خفا ہو لیکن کبھی باپ پر ہاتھ نہیں اُٹھاتی، اس بناء پر محترم وائس چانسلر کے ساتھ خصوصاً اور بعض اساتذہ و دیگر حضرات کے ساتھ عموماً جو معاملہ پیش آیا ہے وہ اس حیثیت سے اور زیادہ افسوسناک ہے، ہم نہیں سمجھتے کہ کن لفظوں میں اس عظیم سانحہ پر اپنے عمیق حزن و ملال اور یونیورسٹی سے براہِ راست تعلق کے باعث ندامت و شرمندگی کا اظہار کریں۔ چوں کہ ان واقعات کی تحقیق اور ان پر رپورٹ دینے کے لئے متعدد سرکاری اور غیر سرکاری کمیٹیاں بن گئیں۔ اور وہ اپنا کام کر رہی ہیں اس لئے سرِدست یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم خود اس ہنگامہ کے علل و اسباب اور ان کے نتائج کے بارہ میں اپنی کوئی رائے پیش کریں، لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس واقعہ سے طلباء، یونیورسٹی کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اڈمنسٹریشن اور پولیس جس کی فائرنگ سے تین طلباء مجروح ہوئے، ان تینوں کا براہِ راست تعلق ہے ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ تحقیقاتی کمیٹیاں ایمانداری اور دیانت سے اپنے مفوضہ فرائض انجام دے کر وضاحت کے ساتھ یہ بتا سکیں گی کہ ان تینوں میں سے ہر ایک نے اس سلسلہ میں کیا کیا؟ اپنی ذمہ داری سے کس حد تک سبکدوشی حاصل کی؟ اور کس سے کیا غلطی اور کوتاہی ہوئی ہے؟ اور آئندہ کے لئے اس صورتِ حال کا سدِ باب کیوں کر ہو سکتا ہے؟

کسی ادارہ کے ساتھ جو لوگ کسی خاص قسم کا نفرت یا محبت کا 'جذباتی تعلق رکھتے ہیں، یہ بالکل طبعی بات ہے کہ جب اس ادارہ میں کوئی شدید قسم کا حادثہ پیش آجاتا ہے تو اُس وقت یہ جذبات خود بخود ابھر آتے ہیں۔ اور زبان و قلم سے اُن کا بیساختہ اظہار ہونے لگتا ہے، چنانچہ علی گڈھ کے اس واقعہ کے سلسلہ میں بھی یہی ہو رہا ہے۔ جو جس کے جی میں آرہا ہے بے تکلف اس کا اظہار کر رہا ہے۔ اگر ان تمام اقوال اور آراء کو یکجا کر دیا جائے تو اچھی خاصی ایک داستانِ امیر حمزہ مرتب ہو سکتی ہے، مثلاً ایک ذمہ دار شخصیت نے فرمایا کہ "وائس چانسلر چونکہ بہت بڑے نیشنلسٹ تھے اس لئے وہ برداشت نہ ہو سکے" ذرا غور فرمایئے! اس ایک قول کی زد کہاں کہاں پڑتی ہے؟ کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ سابق تینوں وائس چانسلر یعنی ڈاکٹر ذاکر حسین، کرنل بشیر حسین زیدی اور مسٹر بدرالدین طیب جی، اتنے بڑے نیشنلسٹ نہیں تھے، اس لئے وہ برداشت ہو گئے، علاوہ ازیں ایک یونیورسٹی (خصوصاً وہ جو سنٹرل یونیورسٹی ہو) مثل ایک شہر یا ایک ملک کے ہوتی ہے۔ اور جس طرح ملک میں اچھے بُرے ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، اسی طرح یونیورسٹی میں بھی ہوتے ہیں، اس بناء پر چند افراد کے اعمال کا ذمہ دار ایک پورا ادارہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ آج بدقسمتی سے ہمارے سماج کا حال کیا ہے؟ ہر شخص اسے جانتا ہے، لیکن اس کے باوجود کیا کسی کا یہ کہنا درست ہوگا کہ پورا ملک خائن اور غدار ہے ـــــ بے ایمان اور کاچور ہے، فرقہ پرست اور تنگ نظر ہے، ہرگز نہیں؟

گذارش کا مقصد یہ ہے کہ جب تک حقائق کا جائزہ وسعتِ نظر اور شرحِ صدر کے ساتھ نہیں لیا جائیگا۔ ہماری کوئی مشکل حل نہیں ہو سکتی، آج طلباء میں ڈسپلن کا فقدان ملک کا ہمہ گیر مسئلہ ہے، کہیں اس کا ظہور

© rasailojaraid.com